

امام صادق علیہ السلام



علامہ سید رضی جعفر نقوی

○ جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں ○

نام کتاب :	سوانح حیات امام جعفر صادق علیہ السلام
تقریر :	عفت الایمان، السید
ناشر :	عقیدہ سید رضوی جعفر نقوی مدظلہ
تعداد اشاعت :	عصمہ پبلیکیشنز کراچی
تاریخ اشاعت :	500
طباعت :	اگست 2005ء
سپر ڈپلیکس ایڈیشن :	عاصم پرنٹنگ ناظم آباد نمبر 2 کراچی
ہڈ بیٹ :	پہلا ایڈیشن
مشیر قانون :	100 روپیہ
سرو ورق (ٹائٹل ڈیزائننگ) :	پروفیسر سید سبط جعفر زیدی ایڈوکیٹ
	جناب شبیر رضوی ایڈوکیٹ (ہائی کورٹ)
	سید امتیاز عباس



انتخاب کتب ڈپو - اسلام پورہ کوشن نیچر - لاہور	منہاج اللہ الحسن خاں غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور
مکتبہ ارفضا - ۸ بیعت سیال مارکیٹ - اردو بازار - لاہور	کیریم پبلیکیشنز صحیح سینٹر اردو بازار لاہور
مکتبہ الحسین اواس شہر ابدالی روڈ ملتان	سید محمد تقی نقوی کاظمی جی 6/2 - اسلام آباد
محمد علی بک ڈپو - G-9/2 کراچی کینس - اسلام آباد	سورویہ بکس لائبریری ایڈیشنرز، سکروڈ -
عباس بک ایجنسی - رستم نیچر بکھنڈ	حسن علی بک ڈپو - کھارادر - کراچی
رحمت اللہ بک ایجنسی کھارادر - کراچی	محفوظ بک ایجنسی - مارٹن روڈ کراچی
خزائن بک سینٹر بریٹروڈ - کراچی	احمد بک ڈپو - رضویہ سوسائٹی کراچی
انجم پبلیکیشنز بریٹروڈ کراچی	احمد کات سینٹر انچول کراچی
مکتبہ علویہ مرکز تیز کات ڈھالک رضویہ سوسائٹی کراچی	محمد علی بک ڈپو - بریٹروڈ - کراچی



نے دس تعلیم کی عظیم الشان بنیاد رکھی جس نے اس مذہب کو حیات نو عطا کر دی۔
اور جس ذات گرامی کی تعلیمات سے اس مذہب کو حیات نو ملی ہو اس کا یہ حق ہے کہ
اس مذہب کو اسی کے اسم گرامی سے منسوب کیا جائے۔



اس موقع پر کوئی شخص میرے بارے میں یہ کہہ سکتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کی
علمی خدمات سے ناواقفیت، تمہاری اپنی کوتاہی کی بناء پر تھی؟ ورنہ مندرجہ ذیل کتابوں
تو امام کے حالات بہت تفصیل سے موجود ہیں:

- بحار الانوار — علامہ مجلسی علیہ الرحمہ۔
- مناقب آل ابی طالب — ابن شہر آشوب۔
- دنیات الاحیاء — ابن خلکان۔
- الوافی — ملا محسن فیض کاشانی۔
- کافی — نفع الاسلام شیخ کلینی۔
- ناسخ التواریخ — سنان الملک سپہر کاشانی..... وغیرہ۔



لیکن انصاف کی بات یہ ہے کہ ان کتابوں میں امام جعفر صادق علیہ السلام
کی سیرت، کردار، آپ کے علمی مراتب، آپ کے فضائل و مناقب، آپ کے معجزات
اور آپ محیر العقول کا ناموں کا تو تفصیلی تذکرہ موجود ہے۔ مگر اس سوال کا جواب مجھے
نظر نہیں آیا کہ ہزار مذہب خاص طور سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کس بناء پر
منسوب ہے۔

لیکن جب میں نے جرمنی میں اس رسالہ کا مطالعہ کیا، جس میں خاص طور سے
اس موضوع پر بحث کی گئی تھی، بلکہ اس رسالہ کا بنیادی مضمون، یہی تھا اور جس میں

امام مہر السلام کی تعلیمی و تدریسی خدمات کو بہت واضح طور سے اجاگر کیا گیا تھا، اور
 اور دلائل کے ساتھ ثابت کیا گیا تھا کہ بنی امتیہ کے سیاہ دور میں مذہب شیعہ کی تعلیمات
 کو مٹا دینے کی اتنی بھرپور کوشش کی گئی تھی کہ اگر امام جعفر صادق کا دور نہ آتا جس میں
 اطراف و اکناف عالم سے لوگ امام کی خدمت میں جمع ہوتے اور فقہ، حدیث، تفسیر،
 علم معرفت، حکمت، طب، فلکیات، النبات، مساجیات، ٹیکنالوجی، صنعت و مہنت،
 علم کیمیا، علم ستارگان اور دوسرے علوم کے بارے میں امام سے ہدایات حاصل کر کے
 اپنے اپنے علاقوں میں پہنچاتے۔ تو اس مذہب کے خدوخال نہ پہچانے جاتے۔
 لیکن امام سے کب فیض حاصل کرنے والوں نے جب اپنے اپنے علاقوں میں جا کر
 ہر قسم کے علوم کی اشاعت کی اور لوگوں کو بتایا کہ ہم نے یہ سب کچھ امام جعفر صادق سے
 حاصل کیا ہے تو یہ بات رفتہ رفتہ اتنی مشہور ہوئی کہ مذہبِ حق کا نام مذہبِ جعفری بن گیا۔
 زیرِ نظر کتابِ نبی ذات والا صفات کے ذکر کی سہولت حاصل کی گئی ہے اور امام
 کے فضائل و مناقب اور آپ کے معجزات و خیرہ کے تذکرہ کے ساتھ ساتھ ان خیر العقول
 علی کا ناموں کی نشاندہی بھی کی گئی ہے جن کی بنا پر ہمارے مذہب کا نام فقہ جعفری
 اور "مذہبِ جعفری" قرار پایا۔ اس کتاب میں اگر آپ کو کوئی خوبی نظر آئے تو وہ ان
 بزرگان کا عطیہ ہے جن کی کتابوں سے اکتسابِ فیض کیا گیا ہے اور اگر کوئی نقص نظر آئے
 تو وہ میری تہی دامن اور عاجزی کا نتیجہ ہے۔

احقر

سید رضی جعفر نقوی

امام کے بارے میں عالم اسلام کی تصنیفات

عالم اسلام کی مندرجہ ذیل کتابوں کے ائمہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا تذکرہ موجود ہے :

- (۱)۔ تاریخ ابن اثیر جزری۔
- (۲)۔ تاریخ ابن کثیر شامی۔
- (۳)۔ تاریخ ابن واضح یعقوبی۔
- (۴)۔ تاریخ ابن مساکر۔
- (۵)۔ تاریخ ابن الوردي۔
- (۶)۔ تاریخ ابن خلکان۔
- (۷)۔ تاریخ الترمذی۔
- (۸)۔ تاریخ مروج الذهب (مسعودی)۔
- (۹)۔ تہذیب التہذیب - ابن حجر مصلانی۔
- (۱۰)۔ تذکرۃ الحفاظ - ذہبی
- (۱۱)۔ تقریب التہذیب - ابن حجر۔
- (۱۲)۔ لسان المیزان - -
- (۱۳)۔ میزان الاستدال - ذہبی
- (۱۴)۔ تہذیب الاسماء واللغات - نووی۔
- (۱۵)۔ الحج بن رجال الصمیمین - مقدسی

- (۱۶) - صفۃ الصفوة - ابن جوزی -
 (۱۷) - مناقب ابی حنیفہ - موفق بن احمد -
 (۱۸) - مناقب ابی حنیفہ - الکودری -
 (۱۹) - " " - البراز -
 (۲۰) - جاح اسانید ابی حنیفہ -
 (۲۱) - الحيوان - الجبلة -
 (۲۲) - الرسائل - الجبلة -
 (۲۳) - البيان والبيان - " -
 (۲۴) - تقدم ابن خلدون -
 (۲۵) - الفصل - ابن حزم -
 (۲۶) - الملل والنحل - شهرستانی -
 (۲۷) - النجوم الزاهرة - ابن تغری بردی -
 (۲۸) - مناجات التوسل - بطائی -
 (۲۹) - الصواعق المحرقة - ابن حجر مکی -
 (۳۰) - المواهب اللدنیة - زرقانی -
 (۳۱) - مرآة البصائر - یاقوتی -
 (۳۲) - خلاصة تهذيب الكمال - خندربکی -
 (۳۳) - الطبقات الکبریٰ - شعربی -
 (۳۴) - التوسل والوسيلة - ابن تیمیہ -
 (۳۵) - حیون الادب والسیاسة - ابن ندیم -
 (۳۶) - المدراک - قاضی عیاض

- (۳۷) - تذکرہ - ابن حمدون -
 (۳۸) - الآثار - ابو یوسف -
 (۳۹) - الآثار - محمد حسن الشیبانی -
 (۴۰) - الاصابہ - ابن حجر عسقلانی -
 (۴۱) - الفہرست - ابن ندیم -
 (۴۲) - التکوک الدریہ - المتادی -
 (۴۳) - شرح شفاء - خفاجی -
 (۴۴) - نور الابصار - شبلی -
 (۴۵) - عیون الاخبار - ابن قتیبة -
 (۴۶) - املی - القالی -
 (۴۷) - تیل الاوطار - شوکانی -
 (۴۸) - اتحاف الاشراف - شبرادی -
 (۴۹) - جوہرۃ الکلام - القراغزلی -
 (۵۰) - تاریخ العرب - عیسیٰ ہندی -
 (۵۱) - مشارق الانوار - حمزادی -
 (۵۲) - التشریح الاسلامی - خندری -
 (۵۳) - صحاح الاخبار - الرفاعی -
 (۵۴) - دائرة المعارف - سرید جہدی -
 (۵۵) - تاریخ العلویین - محمد امین غالب -
 (۵۶) - مختصر التحفہ الاشیاء عشرہ - آسی -
 (۵۷) - کتاب مالک بن انس - الخولی -

(۵۸) — کتاب مالک بن انس — محمد البزهره —

(۵۹) — رشتہ الصادق — خضرمی —

(۶۰) — روشنتہ الاحباب — بیکلی زادہ —

(۶۱) — روض الزمر — بزرگنجی —

(۶۲) — زاد الاحباب — فاروقی —

(۶۳) — سیر النبی والاکل والاصحاب — ابراہیم طبری —

(۶۴) — اشرف الموبد — التہسانی —

(۶۵) — الصراط السوی — الشیخانی —

(۶۶) — الصفوہ — المسعودی —

(۶۷) — طراز الادبی — احمد بن زین العابدین —

(۶۸) — طراز الذهب — الخوارزمی المتخلص بقال —

(۶۹) — العذب الزلال — عمر الحلبي —

(۷۰) — عقد النواہر — العیدودی —

(۷۱) — عقد اللؤلؤ — العیدودی —

(۷۲) — عقود اللؤلؤ — التوتوسی —

(۷۳) — افق المبین — الدہلوی —

(۷۴) — الفراء الجوهريہ — میر غنی محبوب —

(۷۵) — مشارق الانوار — لاجپوری —

(۷۶) — مصباح البنی — محمد شاہ عالم —

(۷۷) — معراج الوصول — الزبیدی —

(۷۸) — مفتاح النجا — البدرشی —

(۷۹)۔ قول تاویل۔ (الہدٰی)

(۸۰)۔ وسیلۃ الہدٰی۔ (الہدٰی)

(۸۱)۔ بیجا بیجا المودۃ۔ (الہدٰی)

(اور۔) (ہی کے علاوہ بکثرت کہا گیا)



مذکورہ بالا کتابوں میں امام ہشتم صادق علیہ السلام کو ذکر و تعظیم کی حد تک
سے تاویل ہوئے۔

ادبیت کے عنوان سے۔ (ایکے قول)۔ یہ اس کتاب کے طور پر۔ آپ
کی رہائش کی ترہائی کو کہتے ہیں۔ (تعلیل توں کو کہتے ہیں)۔ (ایکسی اور عنوان

اور یہ تمام قسم میں وہ ہیں جو شیروں کی گئی ہو رہی ان کے طاق۔
تفسیر حدیث احمدی، کتاب تاریخ ستر جسم، اسلامی فلسفہ و منطق
اور یہ تصانیف کی سیکڑوں ایسی کتابیں ہیں جو امام علیہ السلام کے ذکر و تعظیم سے
مقتد ہیں۔

ابتر سند روایت کہیں وہ ہیں بن میں نہایت تفصیل سے ساتھ امام علیہ السلام
کا ذکر و تعظیم کیا گیا ہے۔

- | | | | |
|---|---------------------|---|--------------|
| ○ | الامام الصادق | ○ | وہابی نامہ |
| ○ | طبقات الامام الصادق | ○ | شیخ محمد علی |
| ○ | الامام الصادق | ○ | نور اللغات |
| ○ | حیات الامام الصادق | ○ | شیخ محمد علی |
| ○ | الامام الصادق | ○ | عبدالحی |

فَمِنْ ذَرِيَّتِي۔ (کیا میری نسل میں سے بھی (کسی کو امام بنائے گا)
جس کے بواب میں خداوندِ عالم نے فرمایا کہ :
لَا يَمُنُّ إِلَّا بِمَنْعَةٍ مِّنَ الظَّالِمِينَ (میرا عہد ظالموں تک نہیں پہنچے گا)
اور اس فقرے نے یہ بات واضح کر دی کہ اب دورِ قیامت تک عہدِ امت کی کسی ایسے
شخص کو نہیں ملے گا جس کے دامن پر ظلم کا دھبہ ہو :



اور اسی فقرے سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ اولادِ ابراہیم میں جو منتخب حضرات
ہونگے، جن کو الہی انتخاب (نصیب ہوگا، وہی اس منصب پر فائز ہونگے۔
پھر خداوندِ عالم نے حضرت ابراہیم کو اس شرف سے بھی نوازا کہ اُن کی اولاد میں
منتخب (روزگار) اور پاکیزہ ہستیاں قرار دیں، جیسا کہ ارشادِ قدرت ہے :
وَوَعَدْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ وَلِيعْقُوبَ نَاقِطَةً وَلَوْ كُنَّا صَاحِبِينَ وَبَعَلْنَا هَمًّا
أَيْمَةً يَهْدُونَ بِالْبَاطِلِ وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ
الصَّلَاةِ وَإِيتَاءَ الزَّكَاةِ وَكَانُوا لَنَا عَابِدِينَ۔

(اور ہم نے اُن کو اسحاق (جیسی اولاد) عطا کی اور مزید براں یعقوب
(جیسا یوسف) دیا، اور ان سب کو نیکو کار بنایا۔

اور ہم نے ان کو امام بنایا، جو ہمارے حکم کے مطابق ہدایت کرتے ہیں
اور ان کی جانب نیک اعمال انجام دینے، نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے
کیلئے دلی بھیجی، اور وہ سب ہمارے عبادت گزار بندے تھے۔

(سورۃ انبیاء: ۷۲-۷۳)



یہ عہد مسلسل جنابِ ابراہیم کی نسل میں رہا۔ ایک کے بعد دوسرا اس کا

حقدار بنادیا۔

یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے درندہ دار قرار پائے۔ جیسا کہ ارشادِ قدرت ہے :

إِنَّ أَوَّلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَذَا الذِّي وَالَّذِينَ
آمَنُوا وَاللَّهُ وَبَى الْمُؤْمِنِينَ۔

سب لوگوں سے زیادہ (حضرت) ابراہیم سے نزدیک وہ لوگ ہیں جو ان کا اتباع کرتے رہے۔ اور یہ نبی (حضرت محمد مصطفیٰ) اور جو لوگ ایمان لائے۔ اور اللہ ہی صاحبانِ ایمان کا سرپرست ہے

(سورہ آل عمران آیت ۶۰)



اور یہ خصوصی منصب جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کیا گیا تھا آپ نے خداوندِ عالم کے حکم کے مطابق امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے سپرد فرمایا۔

انکے بعد حضرت دُرَیْطِ رسول میں وہ اصفیائے کرام آئے جنہیں خداوندِ عالم نے علم و ایمان کی (اعلیٰ) منزلت پر فائز کیا ہے۔

ارشادِ قدرت ہے :

وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَالْإِيمَانَ ... (أَنْ لَّوْگُوں نے کہا جن کو علم و ایمان عطا کیا گیا تھا۔

دسورہ مہالکہ دوم : ۵۹)



امام علیؑ نے مزید فرمایا : امامت انبیاء کی منزلت اور اوصیاء کی میراث ہے امامت

خدا و رسول کی بانشینی ہے۔ امیر المومنین (علی بن ابیطالب) اور امام حسن و حسین کا عہدہ ہے۔

امامت دین کی جہاز ہے۔ مسلمانوں کے نظم و ضبط (کا ذریعہ) ہے اہل ایمان کی عزت اور ان کے دنیا (وی امور) کی اصلاح اسی سے وابستہ ہے۔

امامت اسلام کی نمودیر بنیاد اور انبھرتی ہوئی شاخ ہے۔

امام ہی کے ذریعہ نماز، زکوٰۃ روزہ حج اور جہاد کی تکمیل ہوتی ہے۔

اسی کے ذریعے فتنے اور صدقات کی نمود اجرائے احکام و حدود ہوتی ہے اور اطراف (اکناف کی) حدود کی حفاظت کا فریضہ انجام دیا جاتا ہے)

امام۔ اللہ کی حلال کردہ چیزوں کو حلال اور اس کے حرمت کا حرام قرار دیتا ہے۔

اللہ کی حدود کو قائم رکھتا ہے، دین خدا کی حمایت اور دشمنوں سے اس کا دفاع کرتا ہے۔

اللہ کے راستے کی طرف لوگوں کو حکمت و دانائی، اچھی نصیحت اور تبلیغِ حق کے ساتھ بلاتا ہے۔

امام ایسا ہے جیسے ساری دنیا کیلئے چمکنے والا سورج۔

امام۔ بدرِ منیر، روشن چراغ، نورِ طبع، گھناٹوپ اندھیرے اور سنسان بیلاؤں

اور سمندروں کے تغیروں کے درمیان بھی۔ ستارے کی طرح رہنمائی کرنے والا ہے۔

امام شدتِ عطش میں میٹھا اور خوشگوار پانی، ہدایت کی طرف رہنمائی کرنے والا

ہلاکت سے بچانے والا، اور تباہی سے محفوظ رکھنے والا رہتا ہے، جو اسے چھوٹے گا،

ہلاکت کی طرف جلائے گا۔

امام۔ (گویا) برستا ہوا بادل ہے (یا) موسلا دھار بارش (جو زمینوں کو سیراب

کرتی ہے)

امام۔ روشنی دینے والا آفتاب ہے اور وہ آسمان ہے جو تم پر سایہ فگن

رہتا ہے...

امام - امانت دار دوست اور ہر بان بھائی (کے مانند) ہے۔
 امام - زمین پر اللہ کی ہمت اور اس کا امین ہے۔ انکی زمین پر نائب خدا ہے
 اللہ کی طرف دعوت دینے والا ہے۔ حرم الہی کا دفاع کرنے والا ہے۔
 امام - ہر گناہ سے پاک، ہر عیب سے منزہ، علم سے مخصوص اور علم سے موسوم
 ہوتا ہے۔

اس کے ذریعہ سے دین کا نظم و ضبط اور مسلمانوں کی عزت ہے اور فساد و منافقت
 انکی اس کے ہاتھوں بربادی ہے۔

امام - اپنے دور میں گوہر ریگانہ ہوتا ہے، کوئی اس کے قریب نہیں، کوئی صاحب
 اس کا ہمسر نہیں، نہ اس کا کوئی بدل ہے نہ اس کا کوئی مثل ہے نہ نظیر۔

اس کی طلب کے بغیر ہی خداوند عالم ہر فضل سے سرفراز کرتا ہے اُسے اس کیلئے
 کوشش نہیں کرنی پڑتی، بلکہ یہ خصوص لطف کرم پروردگار ہے۔

کون امام کی پوری معرفت حاصل کر سکتا ہے اور کس کے اختیار میں
 (یہ بات) ہے؟

روح الامنی، ملا حظہ فرمائیے

اکمال الدین، شیخ صدوق علیہ الرحمہ

معانی الاخبار

میرزا ابوالرضا اور امالی صفحہ ۱۰۲، بحوالہ نور ۱۲۱۲ھ



جناب جابر بن عبد اللہ انصاری علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول خدا سے
 عرض کیا کہ میں خدا و رسول کو پہچانتا ہوں، لیکن وہ صاحبان امر (اولی الامر) کون ہیں جنہی

اطاعت کا حکم دیا گیا ہے

حضور اکرمؐ نے فرمایا:

هَمُّ خَلْقَانِي وَابْتِغَاءُ الْمَسَائِدِ اَوْ لَقَمِ عَلِيٍّ (وہ میرے جانشین اور مسلمانوں کے امام جن میں سب سے پہلے علیؑ ہیں) اُن کے بعد جن، پھر حسینؑ، پھر علی بن الحسینؑ (زین العابدینؑ) ان کے بعد ان کے بیٹے محمد بن علیؑ۔ جو توریت میں باقر کے نام سے مشہور ہیں، اور تمھاری اُن سے ملاقات بھی ہوگی، تو جب اُن سے ملو تو میری طرف سے اُن کو سلام کہہ دینا۔

اس کے بعد آنحضرتؐ نے ایک ایک امام کا نام لیا، یہاں تک کہ قائم آل محمدؑ امام زمانہ (حضرت امام مہدی علیہ السلام) کا ذکر فرمایا، اور یہ بھی بتایا کہ وہ پردہ غیب میں عرصہ دراز تک رہیں گے اور ان کی غیبت اتنی طویل ہوگی کہ سوائے اُن ہونین کے جن کے دلوں کا پروردگار عالم نے ایمان پھیلنے امتحان لے لیا ہے، کوئی بھی اُسے تسلیم نہ کرے گا۔

(ملاحظہ فرمائیے، تفسیر کبیر منہج الصادقین جلد سوم ص ۵۵)



قرآن مجید میں ان ہادیانِ برحق کا ذکر بھی ہادی کے لفظ سے ہوا ہے، کبھی وارث کتاب کے عنوان سے، کبھی خلیفۃ اللہ کہا گیا ہے اور کبھی امام۔ اور یہ وضاحت بھی کر دی گئی کہ ہم قیامت میں ہر شخص کو اُس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔



صاحبِ علامہ حجتی مرتبہ محمد مجتبیٰ علیہ الصلوٰۃ نے اپنے برحق جانشینوں اور امت کے ہادیانِ برحق کا تذکرہ بار بار فرمایا ہے جسے فریقین کے حلیل القدر علمائے کرام نے اپنی اپنی کتابوں میں معتبر اسناد کے ساتھ نہایت تفصیل سے درج کیا ہے۔

اس سلسلہ میں ابن سنان نے برادر ابن السنن کے قابل اعتماد مصادر کے حوالے سے حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے فضائل و مناقب میں ایک سو حدیثیں نقل کی ہیں جن سے ہم تمنا و تبرکاً ایک حدیث کو یہاں نقل کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ:
حَدَّثَنِي جَدِّي عَنْ رَبِّ الْجَنَّةِ سَعَلَ جَلَّالَهُ أَنَّهُ قَالَ:
مَنْ عَلِمَ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا وَحْدِي وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدِي وَرَسُولِي وَأَنَّ
عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ خَلِيفَتِي وَأَنَّ الْأَمَّةَ مِنْ وَلَدِهِ جُعِيَ أَوْ خَلَّتْ الْجَنَّةُ
بِرَحْمَتِي وَنَجَّيْتُهُ مِنَ النَّارِ بَعَثْتُ وَأَعِجْتُ لَهُ جَوَابِي وَأَوْجِجْتُ
لَهُ كُرَامَتِي وَأَتَمَمْتُ عَلَيْهِ نِعْمَتِي وَجَعَلْتُهُ مِنْ خَاصَّتِي وَخَاصَّتِي إِن
فَأَدَانِي نَبِيَّتُهُ وَإِنْ دَعَانِي أَمِينُهُ وَإِنْ سَأَلَنِي أُعْطِيَتْهُ وَإِنْ سَكَنَتْ
إِسْبَدَتْ أُنُتُهُ وَإِنْ أَسَاءَ سَهْمُهُ وَإِنْ فَرَّ مَنِي دَعَوْتُهُ وَإِنْ رَجَعَ إِلَيَّ بَلَّيْتُهِ
وَإِنْ قَرَعَ بَابِي فَتَحْتُهُ.

وَمَنْ لَمْ يُشْهَدْ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا وَحْدِي، أَوْ شَهِدَ بِذَلِكَ وَلَمْ
يُشْهَدْ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدِي وَرَسُولِي، أَوْ شَهِدَ بِذَلِكَ وَلَمْ يُشْهَدْ
أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ خَلِيفَتِي، أَوْ شَهِدَ بِذَلِكَ وَلَمْ يُشْهَدْ أَنَّ الْأَمَّةَ
مِنْ وَلَدِهِ جُعِيَ فَقَدْ خَجِدَ نِعْمَتِي وَمَسَحَتْ عَظَمَتِي وَكُفِّرَ بِلَايَتِي وَكُتِبَ
وَسُئِلِي...

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
مجھ سے جس پر نیل امین نے بیان کیا کہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے:
جو اس بات کا علم و یقین رکھے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں تمہارا

شیطانِ اُستہ ترک کرنے والے کو جنت کی ضمانت

اسلامی تعلیمات پر نظر رکھنے والے اس شخص جانتے ہیں کہ جنت تو پرہیزگار
انسانوں کی جگہ ہے۔

جیسا کہ ارشادِ قدرت ہے
وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ الْبَيِّنَ

(اور جنت پر پرہیزگاروں کے نزدیک لائی جائے گی۔
(سورہ شعراء آیت ۱۹))



اور فائز المرام، اور جنت کے حقدار بننے والے پرہیزگار صاحبانِ ایمان کی صفات
بھی، خالقِ کائنات نے اپنی مقدس قرآن مجید میں، نہایت تفصیل سے بیان فرادی ہیں،
ہم صرف یتیمنا اٹھارہویں پارہ کے ابتدائی حصے سے، ایک اقتباس پیش کرنے
سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

ارشادِ قدرت ہے:

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ. وَالَّذِينَ
هُمْ عَنِ النَّغْوِ مُعْرِضُونَ وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ فَاعِلُونَ. وَالَّذِينَ هُمْ
لِقَوْلِهِمْ كَافٍ ظَنُّونَ.



یقیناً فلاح یافتہ ہیں وہ صاحبانِ ایمان جو اپنی نماز میں (خوفِ خدا) ڈرتے ہیں اور۔ جو بہودہ باتوں سے نہ موٹ لیتے ہیں، اور جو رکوع (ادا) ادا کرتے ہیں۔ اور جو اپنی شرک گاہوں کو (حرام باتوں سے) بچاتے ہیں۔
(سورہ المؤمنون آیت ۱ تا ۵)



اس سورہ میں چند آیات کے بعد کچھ اوصاف کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔
وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ
يَخْتَلِفُونَ أُولَٰئِكَ هُمْ الْوَارِثُونَ الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفُرُوسَ هُمْ فِيهَا
خَالِدُونَ۔

اور وہ لوگ جو اپنی نمازوں اور اپنے عہد (و پیمان) کا پاس دے سکتے
رکھتے ہیں۔ اور جو اپنی نمازیں پابندی (سے) ادا کرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں
جو جنت الفردوس کے وارث بنیں گے۔ جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے
(آیت ۷ تا ۱۰)



اس آیت نے اس حقیقت کو اظہارِ کلام کر دیا ہے کہ جنت الفردوس کے حقدار
وہی لوگ ہوں گے جو ان اعلیٰ صفات کے حامل ہوں، جن کا ذکر مذکورہ بالا آیات میں
کیا گیا ہے۔

انبیائے کرام اور ائمہ ہدایت علیہم السلام کو پروردگارِ عالم نے اسی لئے بھیجا کہ وہ
بنی نوع انسان کو جہنم کے شعلوں سے بچانے اور جنت الفردوس کی نعمتوں کا حقدار بنانے
کا راستہ بتائیں۔

اب جن لوگوں نے ان ہدایہ کی تعلیمات کو ترک کر دیا، اور ان ہدایات کی

رہنمی میں اپنی زندگی کو سوار نے کی کوشش کی، وہ یقیناً نجات پائیں گے۔
 اُن میں کچھ تو ایسے خوش نصیب جو شروع سے ہی اُن خاصانِ خدا کی تعلیمات پر
 عمل کر کے دنیا میں سعادت اور آخرت میں پردرگاہِ عالم کی عظیم نعمت کے حقدار بنے
 اور جنت الفردوس کے فرشتوں نے ان کا استقبال کیا۔

اور بعض ایسے افراد جو سرے پر تک گناہ میں ڈوبے ہوئے تھے، سفارتِ ائمہ طہارینؑ
 نے انہیں بھی اپنی حکیمانہ تعلیم اور تہذیبِ اہدایت سے صراطِ مستقیم دکھائی، اور وہ سیدھے
 راستے کے مسافر بن کر اس دُنیا میں گناہوں کی آلودگی سے پاک، اور اگلی زندگی میں جنت الفردوس
 کے حقدار بنے۔

حضرت امام جعفر صادقؑ کی ہزم میں بیٹھے والوں میں سے ایک نہایت بلند مرتبہ
 اور جلیل القدر عالم و دانشور، معروف صحابی جناب ابو بصیرؓ کی روایت ہے کہ :
 ”میرا ایک بڑی سی تھا، جس کا تعلق ظالم حکمرانوں سے تھا، اُن ہی ظالموں کی داد و
 دہش سے وہ عیش و نشاط کی محفلیں گرم کرتا تھا، گلے والیوں کو بلاتا تھا اور لہو و لعب کے
 شوقین افراد کو جمع کرتا تھا، محفلِ عیش و طرب سجائی جاتی تھی، شراب کا جام بھی چلتا تھا
 اور رقص و سرور کا دور بھی۔“

گھر سے گلے، موسیقی، اور لہو و لعب کی آوازیں بلند ہوتی رہتی تھیں، جس کی وجہ
 میں انتہائی اذیت کی زندگی گزارتا تھا۔ میں نے اپنے بڑی کو کوئی بارانِ شیطانی
 کاموں سے باز آنے کی تاکید کی، اور اپنی پریشانی کا شکوہ کیا، مگر اس پر کوئی اثر نہیں ہوا۔
 آخر کار میں نے ایک روز (اُسے بہت زیادہ تہیہ و سرزنش کی، اسے بتایا کہ تم انتہائی
 غلط راستے پر چل رہے ہو، اور تمہاری وجہ سے ہم لوگ جو تمہارے بڑی ہیں، مستقل
 طور پر تکلیف و پریشانی میں مبتلا ہیں)

جب میں نے اسے ان شیطانی کاموں سے روکنے کی بہت زیادہ کوشش کی

تو کہنے لگا۔

دیکھئے!۔ صاحب بات یہ ہے کہ میں شیطان کے شکنجے میں بڑی طرح پھنسا ہوں جبکہ آپ اس کے شکنجے سے آزاد ہیں۔ اگر آپ اپنا آقا حضرت امام جعفر صادق کی خدمت میں جائیں اور ان سے میرے حالات کا ذکر کریں تو امید ہے کہ ان کے فضل و کرم اور ان کی دعا سے میں ہواؤس کی غلامی اور شیطان کے شکنجے سے آزاد ہو جاؤں گا!

ابو بصیر کہتے ہیں کہ اس شخص کی بات کا میرے دل پر ایک خاص اثر ہوا۔ پھر میں نے کچھ دن انتظار کیا، یہاں تک کہ کوفہ سے یزید منورہ جانے کا پروگرام مرتب کیا۔

جب مدینہ منورہ پہنچا تو امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کیا اور اپنے اس پڑوسی کی بات امام علیہ السلام تک پہنچائی، کہہ کہتا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو میں اس آلودگی کی زندگی سے نجات حاصل کر سکتا ہوں۔ اس کی بات سن کر امام علیہ السلام نے فرمایا:

”جب تم کوفہ جاؤ گے تو وہ شخص تم سے ملنے آئے گا، اس سے کہہ دینا کہ:

”جن غلط کاموں اور ہمیشہ پروردگار ناپسندیدہ اعمال کو انجام دے رہے ہو انہیں ترک کر دو تو میں خداوند عالم کی بارگاہ میں تمہارے لئے جنت کا ضامن بننا ہوں۔“

و

ابو بصیر جب مدینہ منورہ سے کوفہ واپس آئے تو شہر بھر کے نمایاں افراد ان سے ملاقات کیلئے آئے۔ ان میں وہ شخص بھی تھا۔ جب ملاقات کے بعد لوگ رخصت ہونے لگے تو اس نے بھی جانا چاہا، لیکن میں نے اسے روک لیا۔ جب میرا گھر تمام ملاقاتیوں سے خالی ہو گیا، اور صرف وہ شخص باقی رہا تو میں نے اسے بتایا کہ:

”میں نے تمہاری روداد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بیان کی اور

متہدی فرمائش بھی اُن کی خدمت میں پیش کی، تو امام علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ: 'جب کوفہ جانا تو اُس شخص کو میرا سلام کہنا اور بتا دینا کہ "تم ان کاموں کو ترک کر دو۔ میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔"'

وہ شخص یہ جملہ سُن کر روئے لگا، اور گریہ و زاری کے عالم میں مجھ سے دریافت کیا۔

میں تمہیں خدا کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں کہ کیا امام جعفر صادق علیہ السلام نے میرے لئے واقعاً ایسا ہی فرمایا ہے۔؟

میں نے قسم کھا کر اُسے یقین دلایا کہ: واقعاً امام علیہ السلام نے ایسا ہی فرمایا ہے۔ یہ سن کر وہ شخص کہنے لگا: "بس! میرے لئے یہی کافی ہے۔ یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔

اُس نے اپنے معمولاتِ بکمل طور پر تبدیل کر لئے، اور ظالم حکمرانوں سے اُسے جو کچھ ملا تھا، اس نے ہر چیز اپنے گھر سے نکال دی۔ یہاں تک کہ اُس دمان کی کوئی چیز بھی اُس کے پاس باقی نہ رہی، اور اب وہ محنت و مشقت کے قابل بھی نہیں رہ گیا تھا کہ اپنے لئے کسبِ مال سے کچھ چیزیں جمع کرتا،

ایک روز اُس نے مجھے اپنے گھر بلا لیا اور بتایا کہ:

'میرے گھر میں جو کچھ موجود تھا (جو نہ صبحِ ذرائع سے میں نے حاصل نہیں کیا تھا، اس لئے ساری چیزیں میں نے اپنے گھر سے ہٹا دیں، اور اب میری حالت یہ ہے کہ میرے جسم کیلئے لباس بھی میسر نہیں ہے۔

میں نے مختلف ذرائع سے اُس کے لئے لباس وغیرہ فراہم کیا اور اب وہ شخص نہایت سادہ و پاکیزہ زندگی گزارنے لگا۔ یہاں تک کہ اس کی موت کا زمانہ نزدیک آیا تو اُس نے مجھے دوبارہ اپنے پاس بلایا اور کہا کہ: "میں بیمار ہوں آپ میرے پاس آتے ہیں۔

چنانچہ میں اُس کے پاس برابر جانے لگا، اور اُس کے علاج معالجے کی سبیل کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اُس پر موت کے آثار نمایاں ہوئے تو میں اس کے سر پر نفی بیٹھا تھا۔ اچانک اُس پر غشی طاری ہوئی، پھر سٹوڑی دیر بعد غشی سے افاقہ ہوا تو مجھ سے کہنے لگا،

”اے ابوبصیر تمہارے آقا نے مجھ سے جس بات کا وعدہ کیا تھا، اُسے پورا کر دیا۔ یہ جملہ اس نے کہا اور دنیا سے رخصت ہو گیا۔

۶

جبکہ اس واقعے کے بعد رج کا زمانہ آیا، اور میں رج کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ اور مدینہ منورہ پہنچا تو امام جعفر صادق علیہ السلام کی زیارت کیلئے مَن کے در دولت پر پہنچا،

اندر جانے کی اجازت حاصل کرنے کے بعد ابھی میں نے دالان کے اندر پہنچا قدم ہی رکھا تھا کہ امام علیہ السلام نے اپنے کمرے سے مجھے آواز دی،

”اے ابوبصیر میں نے تمہارے پڑوسی سے جو وعدہ کیا تھا، اُسے پورا کر دیا۔

(ملاحظہ فرمائیے، مناب ابن شہر آشوب جلد ۲ صفحہ ۲۹۱)



اس واقعہ کو غور سے پڑھنے والا، بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ،
 پہلی توبہ کس قدر دوسری ہوتی ہے اور التَّائِبُ مِنْ ذَنْبِهِ كَمَنْ لَمْ يَذَنْبْ لَمْ
 (جو شخص اپنے گناہ سے توبہ کر لے وہ ایسا ہے جیسے اُس کے ذمہ کوئی
 گناہ ہی نہیں)

ناقص فہم رکھنے والے خیال کرتے ہیں کہ توبہ صرف نقلۃً لسانی سے ہو جاتی ہے کہ
 ملا۔ ایک مختصر فرق کے ساتھ، ایسا ہی واقعہ ”علی بن حمزہ“ کے سلسلہ سند بھی نقل ہوا ہے۔

اعمال شب قدر میں جب دو رکعت نماز شب قدر پڑھنے کے بعد ہم نے ستر مرتبہ کہا۔
 اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاللّٰهُمَّ اِنِّیْ رَغِیْبٌ مِّنْ غَفْرِتَ طَلِبُ کَفِّهِیْنَ اُوْرَاکِیْ لِرَکَّاهِیْنَ تُوْبُ کَفِّهِیْنَ۔
 تو ہم کچھ کمال بھر میں ہم نے جو ستر (۱) گناہ کئے تھے وہ سب معاف ہو گئے۔
 حالانکہ کتنے لوگ کہیں گے جن کے گناہوں کی تعداد سال میں صرف (ستر) ہو۔
 ذرا حساب کر کے دیکھیں:

ہم روزانہ کتنے گناہ اپنی آنکھوں سے کرتے ہیں؟
 کتنے گناہ ہماری زبان کرتی ہے۔
 ہمارے کان روزانہ کتنے گناہوں کے ترکیب ہوتے ہیں؟
 ہمارے ہاتھ پیر کتنے گناہوں میں شریک رہتے ہیں۔
 اور ہمارے دیگر اعضاء و جوارح سے کس قدر گناہ سرزد ہوتے ہیں:



خود کیجئے کہ اس شخص نے جب سچی توبہ کرنا چاہی تو اس نے اپنے گناہ کے زلمے
 کے تمام آثار مٹا دیئے، جو قوم اُسے غلط ذرائع سے حاصل ہوئی تھیں انہیں یا تو ان کے
 ماکول تک پہنچایا، اور جن لوگوں تک رسائی کا امکان نہ تھا، انہی طرف سے ان کی رقم راہِ قُدر
 میں صدقہ کر دی گھر کا وہ تمام اثاثہ، جس کے بارے میں اُسے اطمینان نہیں تھا کہ حلال ذلیعہ
 حاصل ہوا ہے اسے ہٹا دیا۔ یہاں تک کہ جسم کے کپڑے بھی ختم کر دیئے تاکہ گناہ آلود زندگی
 کا کوئی اثر باقی نہ رہے اور خداوندِ عالم سے یہ درخواست کر کے کہ پالنے والے میں نے تمام
 غلط، مشکوک اور ناجائز چیزوں کو اپنے سے دور کر دیا، اب مجھے سیدھے راستے پر گامزن رہنے
 اور حق کی راہ پر گامزن رہنے اور حق کی اہم ثبات قدم کے ساتھ چلتے رہنے کی توفیق عطا فرما۔



امام کی ضمانت کی تاثیر

”ضمانت“۔ نقلا اسلامی کا اکیلا باب ہے جس کی تفصیلات کو ہمارے علمائے اعلام اور فقہاء و محدثین نے شرح و ربط کے ساتھ اپنی تالیفات میں بیان کیا ہے۔ قرآن مجید میں بھی متعدد مقامات پر اس کا تذکرہ موجود ہے جیسے بناب یوسف کے واقعات میں درج ہے کہ جب آپ عزیز مصر بنے اور کچھ لوگ غلہ لینے آئے اور شاہی پیالہ کے بارے میں تلاش و جستجو شروع ہوئی تو جناب یوسف کے عامل نے اعلان کیا کہ جو شخص اس پیالے کو تلاش کرے گا اس کو انعام دیا جائے گا اور میں اس کا ضامن ہوں۔

قرآن مجید میں اس واقعے کو یوں بیان کیا گیا ہے کہ :

...وَأَقْبَلُوا عَلَيْهِمْ: مَاذَا الْفَقْدُ دُونَ ۱- قَالُوا الْفَقْدُ هُوَ إِيَّاكَ وَلِئِن جَاءَ بِهٖ جَمَلٌ يَّبْتَغِيكُمُ وَالْأَنْبِيَاءُ يَكْتُمُونَ

(اور وہ ان لوگوں کی طرف بڑھے (پوچھا) تم لوگ کیا چیز تلاش

کر رہے ہو۔ ۱۔)

ان لوگوں نے کہا کہ ہم لوگ شاہی پیالہ تلاش کر رہے ہیں، جو شخص لائے گا اسے (انعام کے طور پر) ایک اونٹ کے بوجھ کے برابر غلہ ملے گا، اور میں اس وعدے کا ضامن ہوں۔

(لاحظہ فرمائیے، سورۃ یوسف آیت ۱۸، ۱۹)



حضرات اہلبیت طاہرین علیہم السلام کو پروردگار عالم نے وہ عظمت و جلالت عطا فرمائی ہے کہ اگر کسی کی ضمانت لے لیں تو یقینی طور پر اس کی دنیا و آخرت

دولوں سنور جائے۔

اور ان حضرات کو اگرچہ دنیا والوں نے ان کے منصب حکومت و اقتدار سے محروم رکھا، لیکن عام بنی نوع انسان کے دلوں میں ان خاصانِ خدا کا خصوصی احترام تھا اسی لئے مؤرخین کرام نے اس بات کی گواہی دی ہے کہ :

اگرچہ گردنوں پر حکومت، سلاطین زمانہ کی تھی۔ مگر دلوں پر حکومت آلِ محمد کی تھی۔



چنانچہ اگر کسی ظالم و سفاک انسان کے پاس بھی آپ حضرات نے یہ پیغام بھیج دیا کہ تم نے فلاں شخص کی ضمانت لے لی ہے، تو وہ شخص نہ صرف امام کی ضمانت کو قبول کرتا تھا، بلکہ جس کی امام نے ضمانت لی ہو، اس کا ادب و احترام کرنے لگتا تھا، چنانچہ :

برقی کی روایت ہے :

یزید بن عمر ابن ابی سیرہ کے غلام رفید کا بیان ہے کہ :

”میرا مالک ابن ابی سیرہ مجھ پر اس قدر غضبناک ہوا کہ اس نے مجھے قتل کرنے کی قسم کھالی۔ چنانچہ میں نے اُس کے پاس سے بھاگ کر امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں پناہ لی، اور آپ کو ابن ابی سیرہ کے بارے میں بتایا کہ وہ مجھے قتل کرنے کا پوری طرح ہمتیہ کوچکا ہے۔

امام نے فرمایا: اُس کے پاس جاؤ اور اُسے میری طرف سے سلام کہو اور یہ بتا دو کہ میں نے تمہارے غلام رفید کو پناہ دی ہے، تو وہ تمہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچائے گا۔

میں نے کہا:۔۔۔ فرزندِ رسول، وہ شامی ہے، اور انتہائی بد عقیدہ شخص ہے۔

امام نے فرمایا، تم اُس کے پاس جاؤ (اور اسی طرح عمل کرو)، جیسے میں

کہہ رہا ہوں۔

چنانچہ میں وہاں سے اپنے الگ کی طرف روانہ ہو گیا۔

جب میں ایک وادی سے گزر رہا تھا تو مجھے ایک قیافہ شناس دیرہانی ملا۔ اور مجھ

سے پوچھا:

”تم کہاں جا رہے ہو۔ میں تمہارے پیروے کو دیکھ رہا ہوں کہ۔ یہ ایک مقتول

کا پیرو ہے۔

پھر کہا کہ: مجھے اپنا پیرو دکھاؤ۔ میں نے پیرو دکھایا تو کہنے لگا کہ، یہ بھی

مقتول کے پیرو ہیں۔

پھر کہا کہ مجھ اپنا بدن دکھاؤ۔ میں نے بدن دکھاؤ تو بولا کہ:۔ یہ بھی ایک

ایسے شخص کا بدن ہے جو قتل کیا جانے والا ہے۔

اُس کے بعد کہا کہ: مجھے اپنی زبان دکھاؤ۔ میں نے زبان دکھائی تو کہنے لگا کہ

”تم اپنا سفر جاری رکھو، تمہیں کوئی گزند نہیں پہونچے گی۔ کیونکہ تمہاری زبان پر

ایک ایسا عظیم انسان بنیام ہے، جسے اگر بلند والابہاڑوں کو بھی سنا یا جائے تو وہ اُٹھ

کھڑے ہوئے۔

اس کے بعد رفید نے اپنا سفر جاری رکھا اور اپنے الگ کے پاس پہونچ گیا۔

ابن، میرو نے اسے دیکھتے ہی پکڑ کر رستوں سے جکڑ دیا، ایک پڑا سنگا کو زمین

پر بچھا دیا جس پر مجھے قتل کرنا چاہتا تھا، اور تلوار بھی ہاتھ میں لے لی:

جب وہ ساری تیاری کر چکا تو میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد گراہی

اسے سنایا، جسے سنتے ہی اُس نے مجھے آزاد کر دیا۔

اور پھر آزاد کرنے پر اکتفا نہیں کی، بلکہ مجھے یہ اعزاز بھی دیا کہ اپنی ہمسرا میرے

مسجد کو بھی لے کر آئے، اب میرے تمام معاملات، تمہارے اختیار

میں رہیں گے۔ جیسے چاہو کرو۔

دعائے کیلئے ملاحظہ فرمائیے :
 (ثبات الہدایۃ جلد ۵ صفحہ ۳۳۷)



اس واقعہ پر غور کرنے سے چند باتیں واضح نظر آتی ہیں :-

۱۔ ابن ہبیرہ :- حضرات اہلبیت طاہرین علیہم السلام کے حقیقت مندوں میں سے نہیں تھا، بلکہ شام کے حکمرانوں کا حقیقت مند تھا۔

اُس نے اپنے غلام رفیدہ کی کسی بات پر غضبناک ہو کر اُسے قتل کرنے کی قسم کھالی تھی جس کے بعد وہ اس کے پاس سے بھاگ کر مدینہ پہنچا اور پھر امام کے دربار کے مطابق اپنے مالک کے پاس واپس گیا۔

ابن ہبیرہ نے چونکہ اس کو قتل کرنے کی قسم کھا رکھی تھی، اس لئے جیسے ہی رفیدہ پر اس کی نظر پڑی، اُس نے اسے اپنی گرفت میں لے کر دستوں سے پکڑ کر زمین پر لٹا دیا اور تلوار سے اس کا گلا کاٹنا ہی چاہتا تھا کہ رفیدہ نے اسے بتایا۔

”حضرت امام جعفر صادقؑ نے تم کو سلام کہا ہے۔ اور مجھے پناہ دی ہے۔“

یہ سنتے ہی ابن ہبیرہ نے اسے چھوڑ دیا۔ اور چونکہ امام علیہ السلام نے اسے پناہ دی تھی، اس لئے ابن ہبیرہ نے اس ضمانت کا اس قدر احترام کیا کہ :

اپنے تمام معاملات کا اختیار اپنے اس غلام رفیدہ کے ہاتھ میں دے دیا۔



حضرت اچھے اہلبیت طاہرین علیہم السلام سے عشق و محبت کا دعویٰ کرنے والے

حضرات خاص طور سے اس بات پر غور کریں کہ :

ہم میں کتنے لوگ ایسے ہیں جن کو امام علیہ السلام کا واسطہ دیا جائے تو وہ اپنے بہترین

مجرم کی سخت سے سخت غلطی و کوتاہی معاف کر دیں۔
 کہتے لوگ ایسے ہیں جن کے سامنے حضراتِ ائمہ طاہرین علیہم السلام کا کوئی فرمان
 سنایا جائے تو اس فرمان کو سن کر بے چوں و چرا اس پچسل کے لئے آمادہ ہو جائیں۔
 کہتے لوگ ایسے ہیں جو اپنا قصہ صرف اس لئے ترک کر دیں اور قصودِ وار کو اس کے
 قصود کی سزا نہ دیں کہ امامِ وقت نے قصہ کرنے سے منع کیا ہے؟
 یکادہ کہیے:

اہلبیت طاہرین کا دفا دار وہی ہے جو حق کے فرمان کو ہر زبان بنائے اور اس کے
 مطیع بن کر عمل کرنے کی پوری کوشش کرے۔



امام کے دست مبارک سے مسالہ جنت

قرآن مجید میں خدای تعالیٰ دو جہاں سے کچھ لوگوں کو جنت کا وارث قرار دیا ہے۔
جیسا کہ ارشادِ قدس ہے:

أُولَٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ الَّذِينَ يَرِثُونَ الَّذِينَ هُمْ يَجْعَلُونَ ذُرِّيًّا

یہی لوگ (وہ سچے) وارث ہیں جو (جنت) الفردوس کے ورثہ دار ہونگے۔

(سورۃ المؤمن آیت ۱۱۰)

اور وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں)

اور کسی کے مال کا وارث۔ وہی ہوتا ہے جس کا استحقاق دوسرے تمام لوگوں سے زیادہ ہے۔

پناغیہ شیخ فتح اللہ اپنی تفسیر میں اس آیت کے ضمن میں تحریر فرمایا ہے کہ:

وہاں مستعار است برای استحقاق ایشان فردوس را بجست

اعمال حسنة، همچو استحقاق وارث میراث را بلسبب۔

جس طرح کوئی شخص نبی قرابت کی بناء پر (دیناوی مال و اسباب کا)

وارث بنتا ہے اسی طرح اللہ کے نیک بندے اپنے نیک اعمال کی وجہ

جنت الفردوس کا استحقاق رکھتے ہیں۔

اس طرح آیت میں لفظ وارث استعمال کے طور پر استعمال کیا گیا ہے

(ملاحظہ فرمائیں تفسیر کبیر ج ۱۱ ص ۱۱۱)



اب پوری کائنات کے مہمان ایمان کے دیوانِ حق حضرت کی نیکیاں سب سے زیادہ

ہوگئی، وہی جنت کے وارث بننے کا سب سے زیادہ استحقاق رکھتے ہوں گے۔
عالم عرب کے مشہور و معروف شاعر، جناب فردوس نے ان ہی خاصا بن خدا
کی حمد کرتے ہوئے لکھا ہے کہ :
اَلَيْهِ يَتَخَيَّرُ الْمَشِيْمُ (ساری نیکیوں کی انتہا ان ہی طرف ہے)



اب جو حضرات جنت الفردوس کے حقیقی وارث ہیں ان ہی کو یہ حق ہے کہ بن لوگوں
اپنے جو دو کرم سے نوازیں، اور اس دار نعیم کی راحتوں سے فیضیاب ہونے کا موقع
فراہم کریں۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل واقعہ قابل ذکر ہے :
قطب راوندی اور ابن شہر آشوب کی روایت ہے : ہشام بن حکم کا بیان ہے کہ :
جبل کے سلاطین میں سے ایک شخص، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
سے بہت محبت کرتا تھا، ہر سال امام علیہ السلام کی زیارت کا شرف حاصل کھاتے کھیلتے
اپنے وطن سے سفر جرج اختیار کرتا تھا (تاکہ مقدس و بابرکت آیام حج میں امام سے فیض
حاصل کر سکے) جب مدینہ منورہ آتا تھا تو امام علیہ السلام اسے یہاں رکھتے تھے، اور
اس شخص کو چونکہ امام علیہ السلام سے بہت زیادہ محبت تھی، اس لئے وہ کافی دنوں
تک امام علیہ السلام کے یہاں جہان رہا کرتا تھا....
ایک دفعہ.... امام نے اس کے لئے ایک مکان کا قبلا عطا فرمایا، جس میں
لکھا تھا :

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یہ ایک مکان کا قبلا ہے جسے جعفر بن محمد نے فلاں بن فلاں جبلی کھیلتے
خریدا ہے۔

یہ مکان جنت الفردوس میں واقع ہے۔ اور اس کے چاروں طرف

کی حسرتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

بہلی سرحد :- حضرت رسول خدا کے مکان سے، دوسری سرحد حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام، تیسری سرحد امام حسن مجتبیٰ اور پونجی حسرت، حضرت امام حسینؑ (کے مکان سے ملتی ہے) ...
وہ شخص اس قبائلوں کو خوشی خوشی اپنے گھر گیا، ہمیشہ اس تحریر کو اپنے پاس رکھا پھر جب اُس کی مدتِ حیات پوری ہونے لگی اور آنا ہمت نمودار ہوئے تو اس نے اپنے تمام گھروالوں کو جمع کیا اور اُن کو قسم دینے کے بعد وصیت کی کہ جب میں مراؤں تو یہ تحریر میرے ساتھ قبر کے اندر رکھ دینا۔

اُس کے ورثاء نے ایسا ہی کیا۔ اور جب اس کے دفن کے اگلے روز وہ لوگ قبر پر گئے تو دیکھا کہ وہ قبلا اس شخص کی قبر کے اوپر دکھا ہوا ہے اور اس میں یہ جملہ بھی دکھا ہوا ہے کہ خدا کی قسم! امام جعفر صادقؑ نے ہودہ کیا تھا وہ پورا کیا اور مجھے جنت میں ویسا ہی گھر ملا جیسا امامؑ نے دکھا تھا۔



جناب زید شہید کیلئے دعائے خیر

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے عم محترم اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے چھوٹے بھائی جناب زید شہید جو نبی امیہ کے مظالم کا شکار ہو کر عراق کی سرزمین پر بے دردی سے شہید کئے گئے، اور شہادت کے بعد ملاعنہ نے آپ کے جسدِ اقدس کے ساتھ بھی بے حرمتی کی۔

۶

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے آپ کو یاد کر کے آپ پر گریہ بھی فرمایا اور آپ کے دشمنوں پر نفرین بھی فرمائی ہے۔

آپ ایک بلند مرتبہ عالمِ دین، مابد شب زندہ دار اور تلاوتِ قرآن سے ہمیشہ وابستہ رہنے والے شخص تھے۔

جب جناب زید شہید علیہ الرحمہ نے نبی امیہ کے بڑھتے ہوئے مظالم دیکھے، تو احتجاج کیلئے میدان میں قدم رکھا۔ اور جو لوگ خاندانِ رسالت کے دوست تھے، اور اہلبیتِ طاہرینِ علیہم السلام سے محبت رکھتے تھے ان سب کو یہ پیغام بھیجا کہ میں:

”رفضائے آلِ محمد“

کے حصول کے لئے اٹھ رہا ہوں تاکہ نبی امیہ، جنہوں نے خاندانِ اہلبیت پر مظالم کی انتہا کر دی ہے، ان سے نجاتِ جلال کی جائے، اور ایک ایسی عادلانہ حکومت قائم کی جائے جو آلِ محمد کی رضا اور خوشنودی کے کام انجام دے۔ چنانچہ ہزاروں افراد آپ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

یہ اور بات ہے کہ ان میں بڑی تعداد ایسے لوگوں کی تھی جو کوفہ جیسے شہر سے تعلق رکھتے تھے، اور یہ شہر اپنی بے وفائی کی بہت طویل داستان رکھتا ہے۔
یہی وجہ ہے کہ جب حاکم وقت نے ان کے مقابلے پر ایک بہت بڑا لشکر بھیجا تو آپ کے اکثر ساتھیوں کے قدم اکٹڑ گئے.... اور آخر کار جناب زیدؑ انتہائی غلگلوں کے ساتھ شہید کر دیئے گئے۔



حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے والد (امام جعفر صادقؑ) فرمایا کرتے تھے کہ:

’خدا میرے چچا زیدؑ پر رحم کرے‘ انہوں نے ’رضائے اہل محمدؐ‘ کی طرف ہی دعوت دی تھی، اور اگر وہ کامیاب ہو جاتے تو اپنا وعدہ پورا کرتے (اور رضائے اہل محمدؑ پر مبنی نظام قائم کرتے)
انہوں نے خردوج کرنے سے پہلے مجھ سے دریافت کیا تھا! تو میں نے ان کو بتایا تھا:

’عم عمر تم!۔ اگر آپ یہی چاہتے ہیں کہ کھانہ میں آپ کو پھانسی دی جائے آپ تسلیم کر دیتے جائیں، تو جیسی آپ کی مرضی! یہ سن کر وہ چلے گئے۔‘

ان کے جانے کے بعد امام علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ: افسوس ہے اُن لوگوں پر جنہوں نے اُن کی فریاد سنی، اور اس پر لبیک نہ کہی۔

(اثبات الہدایۃ جلد ۷ صفحہ ۶۱)

برصغیر کے ایک ممتاز عالم دین اور بیسویں صدی کے عظیم المرتبت مؤرخ و محقق نے جناب زیدؑ شہید کے بارے میں بجا طور سے لکھا ہے کہ:

جناب زیدؑ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے جلیل القدر فرزند تھے،
آپ کے مناقب بے حد و شمار ہیں۔
آپ کو حلیف القرآنؑ (قرآن کے ساتھی) کہا جاتا تھا (کیونکہ جب بھی کوئی آپ کی
خدمت میں آیا، اس نے آپ کو قرآن مجید کی تلاوت اور اس کی آیات کے اندر
غور و فکر میں مصروف پایا۔

۶

عراق کا اس زمانہ کا گورنر یوسف بن عمر و ثقی خاندان بنی ہاشم پر پڑے بڑے
ظلم کرتا تھا، اس درجہ سے جناب زیدؑ اس زمانہ کے خلیفہ ہشام بن عبد الملک کے
کے پاس دادخواہی (اور گورنر کے مظالم کے خلاف انصاف طلب کرنے) کے لئے
گئے۔ مگر وہ بہت (بے ادبی اور) برعنوانی سے پیش آیا۔
آپؑ نے اسے سلام کیا تو اس نے جواب دیا کہ:
خدا تمہیں سلامت نہ رکھے۔

یہ سن کر جناب زیدؑ نے اس سے کہا کہ: (لَقَدْ اَلَلٰہُ فِیْہِ ذُرِّیۃٌ) (میرے ذرے)
ہشامؑ نے فرعونیت سے کہا:۔ کیا تمہارے ایسا آدمی بھی، میرے ایسے
بادشاہ کو خدا سے ڈرنے کیلئے کہتا ہے؟۔

جناب زیدؑ نے کہا جو شخص بھی کسی کو خدا سے ڈرنے کے لئے کہتا ہے اس
بڑا اکبر شخص ہو سکتا ہے۔ اور اس شخص سے بڑا کون ہو گا جس کو لوگ خدا سے ڈرنے
کیلئے کہیں!

اب تو ہشامؑ جھلٹا اٹھا، اور کہنے لگا،
تم ہی وہ ہو جو خلافت کی خواہش رکھتے ہو، جب کہ تمہاری ماں تو ایک
کنیت تھیں۔

جناب زیدؑ نے کہا کہ: ماں کے کنیز ہونے سے اولاد کی عزت و جلالت میں کوئی کمی نہیں آتی، اگر ایسا ہوتا تو حضرت اسماعیلؑ پیغمبر... (کی ماں بھی تو کنیز تھیں) پھر خداوندِ عالم ان کو پیغمبر بنا دیا۔ اور اولین و آخرین کے سید و سرور حضرت محمد مصطفیٰؐ کو ان کی نسل سے پیدا نہ کرتا۔

(اب تم خود ہی سوچو کہ جب حضرت اسماعیلؑ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند، خداوندِ عالم کے پیارے پیغمبر یعنی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جدِ اعلیٰ تھے، کنیز زادہ ہونے کی وجہ سے ان کا درجہ کم نہیں ہوا تو میں حضرت رسول خداؐ (کے نواسے کا پوتا) جناب سیدہ کے فرزند کی اولاد اور حضرت امام زین العابدینؑ کا فرزند ہوں، کنیز زادہ ہونے کی وجہ سے کیوں کمتر درجے کا قرار دیا جاؤں گا۔؟
ہشام بن محمد الملک) یہ زبردست استدلال سن کر کیا جواب دے سکتا تھا، پہلو بدل کر بولا:

”تمہاری یہ مجال کہ میری باتوں کا جواب دیتے اور مجھ سے بحث کرتے ہو؟ اس کے بعد حکم دیا کہ ان کو دربار سے نکال دیا جائے۔
چنانچہ جناب زیدؑ وہاں سے واپس تشریف لائے... کوئٹہ پہنچے اور اپنے رشتہ داروں کے صلاح و مشورے کے برخلاف، اسلام علیہم سرائیوں کی ایک جماعت کے ساتھ (ہشامؑ کی حکومت سے بیزاری کا اعلان کر دیا)۔
چالیس ہزار کوئی آپ کے ساتھ ہو گئے، مگر کوئٹہ والوں کی بے وفائی تو مشہور ہے، عین جنگ کے موقع پر ان کو نیوں نے آپ کا ساتھ چھوڑ دیا، تو آپ نے ان لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:
”یا قوم رفعتونی (اے قوم) (کے لوگوں) تم نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا۔“



جبکہ صفر ۱۳۲۷ء کی رات میں جناب زیدؒ نکلے اور خلیفہ کی فوجوں کو شکست دینی شروع کی۔ لیکن چونکہ ان لوگوں کی تعداد بہت زیادہ تھی، اور آپ کے ساتھ بہت کم لوگ باقی رہ گئے تھے۔ چنانچہ آپ کی فوج قتل ہونے لگی۔

مگر جناب زیدؒ، نہایت شجاعت (دولیری) سے مقابلہ کرتے رہے۔ اسی اثناء میں ایک تیرا، جو آپ کی پیشانی پر لگ گیا، اور آپ گھوڑے سے زمین گر گئے تو آپ کا ایک خادم، فوراً آپ کو اپنے کانٹے پر اٹھا کر میدان سے لے گیا، اور ایک شخص کے گھر پر رکھ کر بجرا کو بلا کر، علاج کرواتے لگا۔ مگر زخم کاری تھا، اور اسی کی شدت سے آپ انتقال فرما گئے۔ پھر آپ کے خدمت گاروں نے غشی طور پر ایک قبر کھود کر اس میں آپ کو دفن کر دیا۔ اور اس پر پانی جاری کر دیا۔ تاکہ کسی کو پتہ نہ چلے۔

مگر ہشامؒ کی فوج کے سردار یوسف بن عمر نے تلاش بید کے بعد آپ کی قبر کا پتہ چلا لیا، اور آپ کی نشہ مبارک کو قبر سے نکال کر اس کا سرحد اکو کے ہشامؒ کے پاس بھیج دیا اور حرم کو سولی پر لٹکا دیا۔۔۔

جب جناب زیدؒ کو شہید کر کے سولی پر چڑھایا گیا تو ایک شخص نے رات کو خواب میں یہ منظر دیکھا کہ :

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی درخت سے (جس پر جناب زیدؒ کو سولی دی گئی تھی) تکبیر کئے ہوئے فرار ہے ہیں

”اقابلہ وانا للیہ راجعون۔ افسوس یہ لوگ، میرے بیٹے کے ساتھ یہ ظلم کر رہے ہیں۔“ (مختار الطالب صفحہ ۲۵، مولا تاریخ ائمہ صفحہ ۱۲۴)



